اللہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

عہدہ اور منصب کا اسلامی تصور

تالیف

شیخ اسعد اعظمی

استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عہدہ اور منصب کا اسلامی تصور

تالیف

شیخ اسعد اعظمی
استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

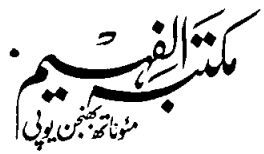

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email: faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : عہدہ اور منصب کا اسلامی تصور

تالیف : شیخ اسعد اعظمی

طابع وناشر : مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو

سال اشاعت : جولائی ۲۰۱۲ء

صفحات : 48

قیمت :

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email: faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

۱-	عرض مؤلف	۴
۲-	تمہید	۵
۳-	منصب کی ضرورت واہمیت قرآن کی روشنی میں	۷
۴-	منصب کی ضرورت واہمیت احادیث نبویہ کی روشنی میں	۱۰
۵-	اہل منصب کا انتخاب	۱۴
۶-	جمہوری طریقۂ انتخاب	۱۷
۷-	مناصب کے اہل لوگوں کی قلت	۲۰
۸-	منصب طلب کرنے کی ممانعت	۲۳
۹-	منصب سے دور رہنے کی تلقین	۲۶
۱۰-	منصب قضا سے اجتناب کی خصوصی تلقین	۳۱
۱۱-	منصب قضا سے اجتناب کے چند واقعات	۳۳
۱۲-	ایک اشکال	۳۶
۱۳-	انصاف وراور اہل ذمہ داروں کے فضائل	۳۸
۱۴-	نیک اہل منصب کے اثرات	۳۹
۱۵-	اہل منصب کے لئے کچھ ہدایتیں، دعائیں، وعدے اور وعیدیں	۴۱
۱۶-	صاحب منصب کی تبدیلی: ایک سبق آموز واقعہ	۴۴

☆☆☆

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عہدہ اور منصب سے متعلق یہ متفرق معلومات مدرسین اور دعاۃ کے ایک اجتماع میں پیش کرنے کی غرض سے اکٹھا کی گئی تھیں، جنہیں بعض احباب کے مطالبہ پر ایک رسالے کی شکل دے دی گئی ہے۔ عہدے اور منصب بڑی ذمہ داری کی چیزیں ہیں جن کی انجام دہی میں سستی، بے احتیاطی اور کوتاہی صاحب منصب کو دنیا و عقبیٰ میں بڑے سنگین انجام سے دو چار کر سکتی ہے۔ کتاب وسنت کی نصوص اور معتبر علماء کے اقوال و فرمودات کے حوالے سے اس موضوع سے متعلق جزئیات پر اس رسالہ میں مختصراً گفتگو کی گئی ہے جس میں ارباب منصب کے لیے لطیف تنبیہ ہے تو منصب کے حصول کے لیے ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل وطرق کو بروئے کار لانے والوں کے لیے تازیانہ عبرت بھی۔

مکتبہ الفہیم، مئو کے توسط سے یہ رسالہ قارئین کے ہاتھوں میں پہنچنے کے لیے تیار ہے۔ ذمہ داران مکتبہ شکریہ ومبارکباد کے مستحق ہیں جو اپنی علمی ودعوتی دلچسپی کی بنا پر ہمیشہ مثبت اور تعمیری لٹریچر کی نشر واشاعت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی کوششوں کو بار آور کرے، اور اس رسالے کو عوام وخواص کے لیے مفید بنائے۔

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾

اسعد اعظمی

جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس

۱۴۳۳/۶/۱۳ھ

۲۰۱۲/۵/۵ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین، وبعد:

عہدہ ومنصب ایک ایسی انسانی ضرورت ہے جس سے کوئی بھی طبقہ یا کوئی بھی قوم استغناء کا دعوی نہیں کرسکتی، انسانی ضرورت ہونے کا مطلب ہی یہی ہے کہ زمان ومکان، رنگ وجنس اور کسی بھی طرح کی حدود وقیود سے بالا یہ ضرورت ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو بعض حیوانوں میں بھی قیادت وسیادت کی کچھ شکلیں ملتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے، یعنی فطرتاً وہ دوسرے انسانوں کی طرف مائل، ان کا محتاج اور ان کے تعاون اور تعامل کا خواستگار ہوتا ہے، کوئی انسان اس دنیا میں تنہا زندگی نہ بسر کرتا ہے نہ کرسکتا ہے، اسے قدم قدم پر دوسرے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اس طرح بنی نوع انسان کے تمام افراد ایک دوسرے کے محتاج بھی ہیں اور ایک دوسرے کے لئے کارآمد بھی۔ یہی چیز ان کے اندر اجتماعیت کا موجب بنتی ہے، پھر اس اجتماعی زندگی کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور اسے منظم کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو ذمہ دار مانا جانا بھی ضروری ہے:

لا یصلح الناس فوضی لا سراۃ لھم

اگر سب لوگ برابر ہوں اور کوئی ان کا بڑا یا رئیس نہ ہو تو ان کا معاملہ درست ہی نہیں ہوسکتا۔

یہی چیز عہدہ اور منصب کی متقاضی ہوئی اور یہیں سے ارباب اقتدار اور اہل منصب کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اب ظاہر بات ہے کہ اسلام جو ایک مکمل دین اور کامل نظام زندگی ہے اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اہم انسانی ضرورت کو ضرور اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہوگا اور اس سے متعلق اصول وضوابط اور ارشادات وہدایات پیش کیا ہوگا، اس غرض سے جب اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں گے تو اندازہ ہوگا کہ واقعی اسلام نے اس موضوع کو اس کے تمام متعلقہ گوشوں کے ساتھ بالتفصیل بیان کیا ہے، اور اس تعلق سے اس کی ہدایتیں۔ دیگر تعلیمات وہدایات کی طرح -بڑی واضح اور دوٹوک ہیں۔

اس موضوع پر کتاب وسنت میں جو تعلیمات وہدایات وارد ہوئی ہیں ان کے ایک معتد بہ حصہ کو جمع کرنے کے بعد اگر اس کو فنی اور موضوعی اعتبار سے ترتیب دیا جائے تو درج ذیل نقاط کے تحت اسے مندرج کیا جاسکتا ہے۔

☆ منصب کی ضرورت اور اہمیت -قرآن سے

☆ منصب کی ضرورت واہمیت -احادیث نبویہ سے

☆ اہل منصب کا انتخاب اور اس سے متعلقہ مسائل

☆ مناصب کے اہل لوگوں کی قلت

☆ منصب طلب کرنے کی ممانعت

☆ منصب سے دور رہنے کی تلقین

☆ منصب قضا سے اجتناب کی خصوصی تلقین

☆ منصب قضا سے اجتناب کے چند واقعات

☆ ایک اشکال اور اس کا جواب

☆ انصاف ور اہل منصب کے فضائل

☆ نیک اہل منصب کے اثرات

☆ اہل منصب کے لئے کچھ ہدایتیں، دعائیں، وعدے اور وعیدیں

سطور ذیل میں مذکورہ بالا جزئیات پر بالاختصار روشنی ڈالی جارہی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب کی ضرورت واہمیت قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم کی جن نصوص میں منصب کی ضرورت واہمیت کا تذکرہ یا اس کی طرف اشارہ ملتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

☆ آیت کریمہ: ﴿إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ سَمِيعاً بَصِيراً. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً﴾ (سورہ نساء:۵۸-۵۹)

(ترجمہ) اللہ تعالی تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ، اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالی کر رہا ہے، بے شک اللہ تعالی سنتا ہے دیکھتا ہے۔

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔

پہلی آیت کا نزول اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت عثمان بن طلحہ کو خانہ کعبہ کی کنجیاں سونپنے کے لئے ہوا تھا۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر: ۱/۶۸۵-۶۸۷ وتفسیر احسن البیان ص: ۲۴۴) لیکن اس میں منصب اور اہل منصب کی ذمہ داریوں کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن طلحہ والا واقعہ بالتفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ بات بہت مشہور ہے کہ یہ آیت اس سلسلہ میں نازل ہوئی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن چاہے اسی سلسلے میں نازل ہوئی ہو یا نہ نازل ہوئی ہو اس کا حکم عام ہے، اس لئے ابن عباس اور محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ یہ نیک و بد سب کے لئے ہے یعنی یہ حکم سب کے لئے ہے، اور ﴿وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ میں اللہ نے لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے، اسی لئے محمد بن کعب، زید بن اسلم اور شہر بن حوشب فرماتے ہیں کہ یہ آیت امراء- یعنی حکام بین الناس- کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(۱)

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''علماء کا کہنا ہے کہ پہلی آیت (آیت نمبر ۵۸) حکام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کے اوپر واجب ہے کہ امانتیں امانت والوں کے حوالے کر دیا کریں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت انصاف سے فیصلہ کریں، اور دوسری آیت فوج اور دیگر رعایا وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اس کام کو کرنے والے حکام کی اطاعت کریں.....''۔(۲)

صاحب احسن البیان آیت کی تفسیر میں حضرت عثمان بن طلحہ والا واقعہ بیان کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

'' آیت کا یہ سبب نزول اگرچہ خاص ہے لیکن اس کا حکم عام ہے اس کے مخاطب عوام اور حکام دونوں ہیں، دونوں کو تاکید ہے کہ امانتیں انہیں پہنچاؤ جو امانتوں کے اہل ہیں، اس میں ایک تو وہ امانتیں شامل ہیں جو کسی نہ کسی کے پاس رکھوائی ہوں، ان میں خیانت نہ کی جائے بلکہ یہ بحفاظت عند الطلب لوٹا دی جائیں، دوسرے عہدے اور مناصب اہل لوگوں کو دیئے جائیں، محض سیاسیت یا نسل و وطن یا قرابت و خاندان کی بنیاد پر یا کوٹہ سسٹم کی بنیاد پر عہدہ و منصب دینا اس آیت کے خلاف ہے''۔(۳)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: ۱/۶۸۷۔ (۲) السیاسۃ الشرعیۃ ص: ۴۔

(۳) تفسیر احسن البیان ص: ۲۴۴-۲۴۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ آیت کریمہ: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ (سورہ حدید:۲۵)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت وقوت ہے اور لوگوں کے لئے اور بھی (بہت سے) فائدے ہیں، اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے، بے شک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ اس نے کتاب اور لوہا اتارا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور اسی لئے نبی ﷺ نے اپنی امت کو امراء وحکام کو نصب کرنے کا حکم دیا اور حکام کو حکم دیا کہ لوگوں کو ان کی امانتیں لوٹائیں اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں، اور لوگوں کو حکم دیا کہ اللہ کی اطاعت کے کاموں میں حکام کی اطاعت کریں''۔(۱)

☆ موسی علیہ السلام کا اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے یہ کہنا: ﴿اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ﴾ (سورہ اعراف:۱۴۲)

ترجمہ: میرے بعد ان کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا۔

اس سے عزالدین بن عبدالسلام نے نصب امیر پر استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ رعایا کی مصلحتوں کے تحقق اور ان سے مفاسد کے دفعیہ کے لئے امراء کا تعین ہوتا ہے، جیسا کہ آیت دلالت کرتی ہے۔(۲)

(۱) الحسبة فی الاسلام، ص:۷۔ (۲) قواعد الاحکام فی مصالح الأنام:۱/۶۳-۶۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزید فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ سرپرستی وامارت افضل طاعات میں سے ہے، اور عادل امراء کا اجر وثواب ومقام ومرتبہ دوسروں سے بڑا ہے، کیونکہ ان کے ذریعہ کثرت سے حدود کی تنفیذ اور باطل کا ازالہ ہوتا ہے''۔(۱)

☆ امام بدر الدین ابن جماعہ نے اللہ تعالی کے قول ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ﴾ (سورہ بقرہ:۲۵۱) (ترجمہ: اگر اللہ تعالی بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا) سے امامت عظمی کے وجوب پر استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''اللہ رب العزت نے زمین میں سلطان کو متعین کیا جو طاقتور کو کمزور سے ہٹاتا ہے اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلاتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے، پھر اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر اس بات کا احسان جتایا کہ اس نے ان کے واسطے حاکم متعین کیا، چنانچہ فرمایا: ﴿وَلَـٰكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ (سورہ بقرہ:۲۵۱)''۔(۲)

منصب کی ضرورت واہمیت احادیث نبویہ کی روشنی میں

جن احادیث سے قائدین اور اہل منصب کو مقرر کرنے کی مشروعیت اور ضرورت کا ثبوت ملتا ہے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ عن أبي سعيد وأبي هريرة رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله ﷺ: "إذا خرج ثلاثة في سفر فليؤمروا أحدهم"۔ (۳)

جب تین آدمی بھی سفر پر نکلیں تو اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنالیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''سفر کے عارضی اور تھوڑے اجتماع کے لئے ایک آدمی کو امیر بنانے کا آپ ﷺ نے حکم دے کر گویا یہ تنبیہ فرمائی ہے کہ تمام اجتماعی کاموں میں ایسا کیا جائے''۔(۴)

---

(۱) قواعد الاحکام فی مصالح الأنام: ۱/۱۲۰۔ (۲) تحریر الاحکام فی تدبیر أھل الاسلام، ص:۴۹۔
(۳) رواہ ابوداود، وصححہ الالبانی، صحیح الجامع الصغیر، رقم ۵۰۰۔ (۴) السیاسۃ الشرعیۃ، ص:۱۳۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے "إذا خرج ثلاثة ..... " والی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

وسنده حسن، وله شواهد، انظرها إن شئت في "المجمع" (٥/٢٥٥)(١)

مجمع الزوائد کی کتاب الجہاد، باب الامیر فی السفر میں چار روایتیں مذکور ہیں جن میں سے دو مرفوع اور دو موقوف ہیں، مرفوع میں پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"إذا سافرتم فليؤمكم أقرؤكم وإن كان أصغركم، فإذا أمكم فهو أميركم" (٢)

جب تم سفر کرو تو تم میں کا جو سب سے زیادہ قرآن کا قاری ہو وہ تمہاری امامت کرے اگر چہ تم میں وہ سب سے چھوٹا ہو، اور جب وہ تمہاری امامت کرے تو وہی تمہارا امیر ہوگا۔

دوسری مرفوع روایت حضرت عبداللہ بن عمر کی ان الفاظ سے ہے:

"إذا كانوا ثلاثة فلا يتناج اثنان دون الثالث، وإذا كانوا في سفر فليؤمروا أحدهم"۔ (٣)

اگر تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک آدمی کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں چپکے چپکے بات چیت نہ کریں اور اگر سفر میں ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں۔

اور پہلی موقوف روایت حضرت عمر بن خطاب کی ہے، آپ فرماتے ہیں:

" إذا كنتم ثلاثة في سفر فأمروا عليكم أحدكم، ذاك أمير أمّره رسول الله ﷺ". (٤)

جب تم لوگ تین آدمی بھی سفر میں رہو تو ایک کو اپنا امیر بنالو، وہ نبی اکرم ﷺ

(١) السلسلة الضعيفة: ٥٨٩۔ (٢) مجمع الزوائد: ٥/٢٦٥، حدیث نمبر: ٩٣٠٦۔
(٣) مجمع الزوائد: ٥/٢٦٥، حدیث نمبر: ٩٣٠٧۔ (٤) مجمع الزوائد: ٥/٢٦٤، حدیث نمبر: ٩٣٠٥

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا متعین کردہ امیر ہوگا۔

دوسری موقوف روایت عبداللہ بن مسعود کی ہے، آپ فرماتے ہیں:

" إذا كنتم (ثلاثة) في سفر، فأمروا عليكم أحدكم [ولا يتناجى اثنان دون صاحبهما]۔ (۱)

جب تم لوگ (تین آدمی بھی) سفر میں رہو تو ایک کو اپنا امیر بنالو (اور ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں چپکے چپکے بات نہ کریں)۔

واضح رہے کہ یہ تمام روایتیں مرفوع حدیث کے شواہد کے طور پر ہیں جیسا کہ علامہ البانی کا قول اوپر مذکور ہوا ہے۔

اسی طرح وہ تمام حدیثیں جن میں امراء وحکام کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے خلاف بغاوت اور شورش سے منع کیا گیا ہے، اور ایسا کرنے یا امام وقت سے بیعت نہ کرنے پر سوء خاتمہ کی وعید بیان کی گئی ہے، یہ حدیثیں بھی نصب امیر کے وجوب ہی پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ وعید ترک واجب ہی پر ہوتی ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ "ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب "یعنی جس چیز کے بغیر واجب کی تکمیل نہ ہو وہ بھی واجب ہے۔

واضح رہے کہ احادیث میں والی اور امیر وغیرہ کا جو لفظ آیا ہے وہ صرف امام اعظم یا خلیفہ اکبر ہی کے لئے مختص نہیں، بلکہ چھوٹے بڑے ہر منصب کو شامل ہے، چنانچہ شیخ محمد المبارک "ولاية" کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"الولاية هي الكلمة الجامعة التي أطلقها المسلمون على سلطة الحكم، ويندرج فيها كافة السلطات من الخلافة إلى أصغر الوظائف" (۲)

یعنی "ولایت" ایسا لفظ ہے جسے مسلمانوں نے حکومت اور سلطنت کے معنی میں

(۱) مجمع الزوائد: ۴۶۵/۵، حدیث نمبر: ۹۳۰۸۔

(۲) بحوالہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ والولایۃ السیاسیۃ الکبری ص: ۹۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا ہے، اس میں خلافت سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا منصب بھی شامل ہے۔

اور علامہ ابن تیمیہ ''اولوالامر'' کے لفظ کی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وكل من كان متبوعا فانه من أولى الأمر" ہر متبوع (جس کے ماتحت کچھ لوگ ہوں) اولوالامر کے مفہوم میں داخل ہے۔(۱)

علامہ ابن حجر حدیث: "سبعة يظلهم الله ..... امام عادل ....." میں امام عادل کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" والمراد به صاحب الولاية العظمى، ويلتحق به كل من ولي شيئامن أمور المسلمين فعدل فيه"۔ (۲)

امام سے مراد وہ شخص ہے جسے اقتدار اعلی حاصل ہو، اور اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو مسلمانوں کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنا اور اس نے انصاف سے کام کیا۔

شیخ محمد عبدہ اولوالامر کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "هم جماعة أهل الحل والعقد من المسلمين، وهم الأمراء والحكام، والعلماء ورؤساء الجند، وسائر الرؤساء، والزعماء الذين يرجع إليهم الناس فى الحاجات والمصالح العامة ....."۔ (۳)

یعنی اولوالامر سے مراد مسلمانوں میں سے اہل حل وعقد کی جماعت ہے، جس میں امراء، حکام، علماء، رؤسائے لشکر اور وہ تمام سرداران اور قائدین داخل ہیں جن کی طرف لوگ اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لئے رجوع کرتے ہیں۔

اہل منصب کا انتخاب:

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ (سورہ قصص:۲۶)

ترجمہ: (لڑکی نے اپنے والد سے کہا) جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔

---

(۱) الحسبة فى الاسلام ص:۱۰۴۔

(۲) فتح الباری:۱۸۸/۲۔ (۳) تفسیر المنار:۱۸۱/۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال: ﴿إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ﴾ (سورہ یوسف:۵۴)

ترجمہ: (بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا) آپ ہمارے ہاں آج سے ذی عزت اور امانت دار ہیں۔

وقال: ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ، ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ، مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ﴾ (سورہ تکویر:۱۹-۲۱)

ترجمہ: یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے، جو قوت والا ہے، عرش والے (اللہ) کے نزدیک بلند مرتبہ ہے، جس کی (آسمانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے، امین ہے۔

ان تینوں آیتوں سے استنباط کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ولایت (منصب) کے دو رکن ہیں: قوت، اور امانت۔ اور ہر منصب کے لئے قوت اس منصب کے اعتبار سے ہوتی ہے، چنانچہ جنگ کی قیادت کے لئے جو قوت مطلوب ہے وہ ہے شجاعت قلبی، جنگ کا تجربہ، جنگ میں مخادعت سے کام لینا، قتال کے مختلف طریقوں پر قدرت الخ۔ اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے جو قوت درکار ہے وہ ہے عدل کا علم اور فیصلہ کو نافذ کرنے کی قدرت۔

اور امانت سے تین چیزیں مقصود ہیں: خشیت الٰہی، اللہ کی آیتوں کے عوض ثمن قلیل کو نہ خریدنا، اور لوگوں سے ڈرنا چھوڑ دینا۔(۱)

بہر حال عہدہ اور منصب ایک ذمہ داری ہے محض اعزاز نہیں، اس لئے جس عہدے کے لئے تعیین یا انتخاب مقصود ہو اس عہدے کو نبھانے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی صاحب منصب میں صلاحیت اور اہلیت ہونا ضروری ہے، اس لئے تعیین یا انتخاب کا کام کرنے والوں اور اپنے کو تعیین یا انتخاب کے لئے پیش کرنے والوں، دونوں کو اس کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے؛ کیونکہ اس میں کسی طرح کی خرابی یا کوتاہی

(۱) السیاسۃ الشرعیۃ ص:۱۵-۱۶ ملخصا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اثرات ایک فرد پر نہیں پوری قوم یا جماعت پر پڑتے ہیں، نااہل کے منصب پر فائز ہوجانے سے پورا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے وقوع قیامت کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا:

"إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة" جب (دین ودنیا کا) معاملہ نااہلوں کے سپرد کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔(۱)

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "الأمر" سے مراد دین سے متعلقہ تمام امور ہیں مثلاً خلافت، امارت، قضا، افتاء وغیرہ، اور ابن بطال کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "چونکہ اللہ تعالی نے حکام کو اپنے بندوں پر امین بنایا ہے اور ان کی خیر خواہی ان پر واجب کر رکھا ہے اس لئے حکام کو چاہئے کہ دین دار لوگوں کو عہدوں پر رکھیں، اگر انہوں نے بے دین لوگوں کو عہدوں پر فائز کیا تو گویا انہوں نے وہ امانت ضائع کی جو اللہ نے انہیں سپرد کی تھی"۔(۲)

علامہ ابن تیمیہ نے "السیاسۃ الشرعیۃ" میں اس موضوع پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور باصلاحیت اور اہل لوگوں کو ہی ذمہ داریاں دیئے جانے کو واجب گردانا ہے، ان کی تحریر کے کچھ اقتباسات نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

"حاکم وقت پر واجب ہے کہ مسلمانوں سے متعلقہ تمام کاموں پر ایسے لوگوں کو متعین کرے جو اس کام میں سب سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہو.....لہٰذا اس پر واجب ہے کہ عہدوں کے حقداروں کو تلاش کرے، اور گورنر، قاضی، امیر لشکر، فوج کے چھوٹے بڑے ذمہ دار، خازن، محرر، خراج وصدقات کے محصل وغیرہ کی تقرری میں باصلاحیت لوگوں کو ترجیح دے، اور ان ہی ذمہ داریوں تک یہ موقوف نہیں بلکہ نماز کے امام، مؤذن، مدرس، امیر الحجاج، پیغامبر، قلعوں اور شہروں کے چوکیدار، قبیلوں کے نمائندے، گاؤں کے چودھری وغیرہ تک کی تعیین میں اہل لوگوں کو ترجیح دے"۔

(۱) صحیح بخاری کتاب العلم۔ (۲) فتح الباری: ۱۱/۴۰۵-۴۰۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر وہ مستحق اور باصلاحیت شخص کو چھوڑ کر دوسرے شخص کو چن لیتا ہے، خواہ رشتہ داری کی وجہ سے، اپنا آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے، دوستی کی وجہ سے، ہم وطن، ہم مذہب، ہم خیال یا ہم جنس ہونے کی وجہ سے (مثلاً عربی عربی کو، فارسی فارسی کو، ترکی ترکی کو، رومی رومی کو ترجیح دے) یا مال ومنفعت کی شکل میں رشوت لینے کی وجہ سے، یا محض اس وجہ سے کہ جو مستحق ہے اس سے اس کی کوئی دشمنی ہے تو ایسا شخص اللہ، رسول اور مسلمانوں کا خائن ہے اور آیت ذیل کا مصداق ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ، وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (سورہ انفال: ۲۷-۲۸)

(ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (کے حقوق) میں خیانت نہ کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو اور تم جانتے ہو، اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالی کے پاس بڑا بھاری اجر ہے۔)

کیونکہ آدمی اپنے بیٹے یا آزاد کردہ غلام سے محبت کی وجہ سے منصب میں اسی کو ترجیح دے دیتا ہے، اسے ایسی چیز سے نوازتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔''

ابن تیمیہ نے حضرت عمر کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ''جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار بنا اور اس نے کسی شخص کو محض اس وجہ سے کسی منصب پر فائز کر دیا کہ اس سے اس کی دوستی یا رشتہ ہے تو وہ اللہ، رسول اور مسلمانوں کا خائن ہے''۔(۱)

جمہوری طریقۂ انتخاب

عہدیداروں کا انتخاب یا تقرر خلیفہ، حاکم یا اس کے مقرر کردہ نمائندے کرتے

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: السیاسۃ الشرعیۃ، ص: ۹-۲۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، بصورت دیگر یہ ذمہ داری قوم کے اہل حل وعقد کے سر آتی ہے کہ وہ اپنے مشورے اور صواب دید سے ذمہ داریاں تفویض کریں۔ فی زمانہ عوامی انتخاب کا طریقہ بھی رائج ہے جو عام طور پر سیاسی عہدوں کے حصول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بسا اوقات خاص دینی، تعلیمی، سماجی اور دیگر ذمہ داریوں کے لئے بھی اس کا سہارا لیا جاتا ہے، اس طرز کو جمہوری اور عوامی کا خوشنما لیبل لگا کر پیش کیا جاتا ہے، اس میں انتخاب کرنے والوں کے سروں کی گنتی ہوتی ہے، ان سروں میں کیا ہے کیا نہیں یا کچھ ہے بھی کہ نہیں اس سے مطلب نہیں ہوتا۔ علامہ اقبال نے بہت پہلے اس طریقۂ انتخاب پر ان الفاظ میں طنز کیا تھا:

اس راز کو اک مرد فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے (۱)

اس موقع سے ہندو پاک کے ایک عبقری عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ کی ایک قدرے طویل تحریر نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

''اس قسم (یعنی رائج الوقت) انتخاب کا اسلامی تعلیم میں کوئی ذکر نہیں، اور ایک دیانت واخلاق کا داعی مذہب اسے گوارا بھی نہیں کر سکتا، انتخاب کا مفہوم لغوی تو یہ ہے کہ نخبہ اور بہترین شے کو چن کر اس سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا جائے، لیکن ردی اور خسالۃ الشیٔ کی بہم رسانی کو انتخاب کا نام دیا ہے، اسلام اس قلب حقیقت کا نہ داعی ہے نہ مؤید۔

قرآن عزیز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر بھی آپ تفویض کریں، اس میں اہلیت کا لحاظ ضروری ہے، کسی نااہل آدمی کو کتنے بھی ووٹ مل جائیں وہ معاشرہ کی نااہلیت کی دلیل ہوں گے، عوام جب تک تدین اور تعلیم سے پوری طرح آشنا نہ ہوں

(۱) کلیات اقبال ص ۶۱۰-۶۱۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی رائے کو کوئی دینی اہمیت نہیں دی جاسکتی، اسلام میں عامۃ المسلمین کی نصحت اور ان کے معاشرہ کی بہتری کو نظام حکومت میں اساسی مقام دیا گیا ہے، لیکن عوام کی رائے خواص کی قسمت کا فیصلہ کرے، یہ راہ اختیار نہیں فرمائی گئی، عوام کی رائے کی یہ اہمیت تخریبی اصول ہے جسے اشتراکیت ایسے تخریبی آئین ہی پسند کرسکتے ہیں، اسلام میں عوامی حکومت کا یہی معنی ہے کہ اس میں ان کی نصحت ملحوظ ہے۔

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ انتخاب میں شخصی صلاحیت، حسن عمل، حسن نیت اور اہلیت کار کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا جائے، ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُواْ بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلاَّ قَلِيلاً﴾ (سورہ نساء:۸۳)

(ترجمہ: جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کردیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (ﷺ) کے اور اپنے میں ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کردیتے تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کرلیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں، اور اگر اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔)

(۱) آیت سے ظاہر ہے کہ عوام کی رائے عموما صائب نہیں ہوتی۔

(۲) عوام کو آنحضرت اور اولی الامر اور اصحاب استنباط کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

(۳) اگر ایسا نہ کیا جائے تو شیطان کی گرفت کا خطرہ ہے۔

﴿يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ (سورہ قصص:۲۶)

اس آیت میں اجیر کے لئے دو شرطوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، قوت اور امانت۔ نظام حکومت کے لئے خائن، خویش پرور، رشوت خور اور مریض کا انتخاب کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت طالوت کا نام جب بحیثیت امیر الحرب پیش کیا گیا تو آل اسرائیل نے اعتراض کیا کہ: ﴿أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ﴾ (سورہ بقرہ: ۲۴۷) ان کی مالی حالت اچھی نہیں اس لئے انہیں یہ ذمہ داری نہیں ملنی چاہئے۔

اس کے جواب میں فرمایا: ﴿قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ خدا تعالی نے اسے چنا ہے اور اس کی جسمانی صحت اور علمی وسعت تم سے کہیں زیادہ ہے۔

قرآن عزیز کا مقصد یہ ہے کہ امارت کے لئے مال کی فراوانی کو اہمیت نہیں، اس کے لئے صحت اور علم کی ضرورت ہے، حضرت ابراہیم نے جب خواہش فرمائی کہ ان کی اولاد کو بھی اقوام کی امامت عطا فرمائی جائے تو جواب دیا: ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ (سورہ بقرہ: ۱۲۴) یہ مقام ظالموں کو نہیں دیا جاتا۔

ظلم کا اطلاق حقوق العباد، حقوق اللہ، حقوق النفس اور عام معاشرتی اعمال میں حق تلفی پر ہوا ہے، اس لئے کوئی خائن، کنبہ پرور، رشوت خور، بے انصاف اور ظالم اس ذمہ داری کا اہل نہیں ہوسکتا، رائے کی تحصیل اور امیدوار کے خصائص اور اس کے شخصی احوال کا احتساب اس کے متعلق تفصیلی احکام دستور کا ایک ضروری حصہ ہے جس کی تشریحات ہر زمانے میں وقت کے ارباب فکر مرتب کر سکتے ہیں، اسلام نے یقیناً جماعتی نظم کو برکت کا موجب قرار دیا ہے، جماعت کی اہمیت کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے مگر شخصی اخلاق اور ذاتی کیریکٹر کو ایک لمحہ کے لئے بھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیا ہے...''۔(۱)

مناصب کے اہل لوگوں کی قلت

واضح رہے کہ کسی بھی منصب کے لئے لائق وفائق اور ذمہ دار شخص کا دستیاب ہوجانا کوئی آسان چیز نہیں ہے، ناپختہ، کمزور یا بے اعتماد، منصب کے خواستگار تو بہت مل

(۱) فتاوی ثنائیہ: ۲/۵۹۰-۵۹۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں، بلکہ ایسے لوگ منصب یا ملازمت کے لئے تمام جائز وناجائز وسیلے اختیار کرکے بالآخر کامیاب بھی ہوجاتے ہیں، مگر مفوضہ کام کی انجام دہی ان کے بس میں نہیں ہوتی، نتیجہ جو کچھ ہوتا ہے وہ محتاج بیان نہیں، کسی منصب کے لئے مناسب اور مستحق شخص کا دستیاب ہونا کس قدر مشکل ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "إنما الناس كالإبل المائة، لا تكاد تجد فيها راحلة" (۱) لوگوں کی مثال ایسے سو اونٹ کے مانند ہے جن میں شاید ہی کسی اونٹ کو قابل سواری پاؤ۔

یعنی جس طرح سو اونٹ دیکھنے میں تو زیادہ نظر آتے ہیں لیکن ان میں سے بمشکل ایک اونٹ ہی اس لائق ہوتا ہے کہ اس کو سواری کے لئے استعمال کیا جائے، باقی اونٹ اس کام کے لئے مناسب نظر نہیں آتے، اسی طرح انسانوں کے جم غفیر میں ایسے باکمال اور باصلاحیت بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو کسی ذمہ داری کو ادا کرنے کے اہل ہوں اور ان میں قیادت وسیادت کی صلاحیت ہو۔

علامہ ابن حجر نے امام خطابی کے حوالے سے اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اکثر لوگوں میں کسی نہ کسی طرح کا نقص اور کمی رہتی ہے اور ارباب فضل وکمال کی تعداد بہت تھوڑی ہوتی ہے، جس طرح بار بردار اونٹوں میں قابل سواری اونٹ کم ہوتا ہے، اور اسی طرح اللہ تعالی کا یہ قول بھی ہے: ﴿ولكن أكثر الناس لا يعلمون﴾ (یعنی اکثر لوگ بے علم ہوتے ہیں)۔(۲)

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ نقص اور کمی اکثر لوگوں کو شامل ہے، اور کامل یا قریب الکمال لوگ بہت تھوڑے ہیں، جس طرح سو اونٹوں کو تم تعداد میں بہت زیادہ سمجھتے ہو، لیکن جب ان میں سے کوئی ایسا اونٹ تلاش کروگے جو بار برداری، سواری اور

(۱) متفق علیہ۔ (۲) فتح الباری: ۱۱/۳۰۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے جانے کی ضرورتوں میں کام آئے تو شاید نہ پاسکو، اسی طرح آدمی تو بہت ہیں، لیکن جب تم ان میں سے کسی ایسے شخص کا انتخاب کرنا چاہو گے جو تعلیم، فتوی، امامت، چھوٹے بڑے منصب یا اہم عہدے کا اہل ہو تو شاید تم کو کوئی ایسا آدمی نہ مل سکے جو اس ذمہ داری کو صحیح ڈھنگ سے نبھا سکے، صورت حال ایسی ہی ہے، کیونکہ انسان ظلوم وجہول ہے، اور ظلم وجہل نقص کا سبب ہوتے ہیں اور کمال تک پہنچنے سے مانع بنتے ہیں"۔

علامہ سعدی مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے امت کو گویا یہ رہنمائی بھی کی گئی ہے کہ ایسے لوگوں کی تربیت کا انتظام کرنے کی کوشش کریں جو ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے اہل ہوں اور عمومی فائدے کے کاموں کو انجام دے سکیں، اور آیت کریمہ: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ﴾ (سورہ توبہ:۱۲۲) میں بھی یہی رہنمائی کی گی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جہاد کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے ایک ایسی جماعت کرے جو اس کے لئے کافی ہو اور ایک دوسری جماعت علم کے لئے کوشاں ہو، تاکہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کا تعاون کریں، اور اللہ تعالی نے منصب کا اور منصب پر تقرری کا حکم دیا تو یہ حکم ان شروط ومکملات کو بھی شامل ہے جن کے بغیر منصب اور ذمہ داریاں مکمل نہیں ہوتیں۔

پس دینی ودنیوی مناصب اور اجتماعی کام لوگوں کے لئے ضروری ہیں، ان کے بغیر لوگوں کی ضرورتیں پوری نہیں ہوسکتیں، اور ان ضرورتوں کی تکمیل اسی شکل میں ہوسکتی ہے جب باصلاحیت اور امانت دار لوگ ان عہدوں پر آئیں، اور یہ امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان صفات کو حاصل کرنے اور ان سے متصف ہونے کی حتی المقدور کوشش کی جائے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (سورہ تغابن:۱۶) واللہ اعلم"۔(۱)

(۱) بہجۃ قلوب الابرار، ص:۱۹۹-۲۰۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ بدرالدین بن جماعہ نے امیر اور والی کے انتخاب کے وقت ان میں جو صفات مطلوب ہیں ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ''مقدم'' لوگوں کا انتخاب بہت ہی اہم کام ہے، اسی لئے بعض حکماء نے کہا ہے:

"ألف ثعلب يقودها أسد خير من ألف أسد يقودها ثعلب"۔

یعنی ہزار لومڑی کی قیادت ایک شیر کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ ہزار شیر کی قیادت ایک لومڑی کرے۔ اور انہوں نے یہ شعر بھی اس کے بعد ذکر کیا ہے:

إذا كان في ألف من القوم فارس مطاع فإن القوم في ألف فارس(۱)

یعنی ایک ہزار آدمی میں اگر کوئی ایک ایسا شہسوار ہو جس کی لوگ اطاعت کرتے ہوں تو گویا لوگ ایک ہزار شہسوار میں زندگی گزار رہے ہیں۔

شعر اور مقولہ دونوں کا مدلول یہی ہے کہ ایک اہل اور تیز طرار قائد بڑے سے بڑے گروہ کی صحیح ڈھنگ سے قیادت کرسکتا ہے لیکن اگر وہ اہل نہیں ہے تو اس کی قیادت منبع شر وفساد ہی ہوگی۔

منصب طلب کرنے کی ممانعت

متعدد حدیثوں میں عہدہ طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اپنے کو کسی عہدے کے لئے پیش کرنے والے کو عہدہ نہ دینے کی بات کہی گئی ہے، اس تعلق سے درج ذیل حدیثیں ملاحظہ ہوں:

عن أبي سعيد عبد الرحمن بن سمرة رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله ﷺ: " يا عبدالرحمن بن سمرة ! لا تسأل الإمارة، فإنك إن أعطيتها عن غير مسألة أعنت عليها، وإن أعطيتها عن مسألة وكلت إليها ....."۔ (۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! تو خود حکومت کے کسی منصب کا سوال نہ کرنا، اس لئے کہ یہ

(۱) تحریر الاحکام ص:۸۵۔ (۲) متفق علیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب اگر تجھے بغیر سوال کئے مل گیا تو اس پر (اللہ کی طرف سے) تیری مدد ہوگی اور اگر سوال کرنے سے تجھے یہ ملے گا تو یہ تیرے سپرد کر دیا جائے گا۔ (اللہ کی مدد شامل حال نہ ہوگی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی منصب کو از خود طلب نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر آدمی اس کا اہل ہے اور اس کی اپنی کوشش کے بغیر اسے وہ منصب سونپ دیا جائے تو اسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسے شخص کی منجانب اللہ اعانت بھی ہوتی ہے۔

نواب صدیق حسن خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''امارت طلب کرنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ منصب کی وجہ سے کمزوری کے بعد طاقت اور بے بسی کے بعد قدرت حاصل ہوتی ہے تو شر کا خوگر نفس اس منصب کو دشمن سے انتقام لینے، دوست پر نظر کرم کرنے اور غلط مقاصد کے حصول کے لئے بطور وسیلہ استعمال کرتا ہے، اس منصب کا انجام اچھا ہوگا کہ نہیں اس کا بھی بھروسہ نہیں، اس لئے حتی الامکان اس کو طلب کرنے سے بچنا چاہئے''۔ (۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ریاض الصالحین میں اس حدیث اور اس مفہوم کی دوسری حدیثوں کو بیان کرنے کے لئے جو باب باندھا ہے، وہ اس طرح ہے: "باب النهي عن سؤال الإمارة واختيار ترك الولايات إذا لم يتعين عليه أو تدع حاجة إليه" یعنی عہدہ ومنصب کا سوال کرنے کی ممانعت اور جب کوئی عہدہ متعین یا کوئی حاجت اس کی متقاضی نہ ہو تو مناصب کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔

اس کے بعد امام نووی نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کی مذکورہ بالا حدیث ذکر کرنے سے پہلے قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی ہے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (سورہ قصص:۸۳)

(ترجمہ: آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی، بڑائی اور فخر نہیں کرتے، نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں، پرہیزگاروں کے

(۱) ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی، ص:۲۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔)

گویا اس آیت سے انہوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ طلب امارت کا مطلب یہ ہے کہ اس کا طالب دنیا میں بڑائی کو پسند کرتا ہے اور بڑائی پسندوں کا رویہ ہی زمین میں فساد کا باعث بھی ہوتا ہے، اس لحاظ سے یہ آیت باب کے مفہوم کو واضح کرتی ہے کہ عہدہ ومنصب کی خواہش اور اس کے لئے سعی وکوشش کا انجام بالعموم برا ہی ہوتا ہے، حسن انجام اور عافیت اسی میں ہے کہ انسان حکومتی مناصب سے کنارہ کش رہے۔(۱)

شیخ عبدالرحمٰن سعدی فرماتے ہیں:

''عہدے کی خواہش وطلب دو خرابیوں کو مستلزم ہوتی ہے: ایک دنیا اور ریاست کی لالچ اور یہ لالچ اس شک تک پہنچا سکتی ہے کہ آدمی اللہ کے مال میں خرد برد کرتا ہے اور اللہ کے بندوں پر بڑا بنتا ہے، دوسری خرابی یہ ہے کہ اس میں ایک طرح سے اپنے نفس پر اعتماد کی کیفیت ہوتی ہے اور اللہ کی مدد سے استغناء کا مظاہرہ ہوتا ہے''۔(۲)

اور شاید یہی وجہ ہے کہ عہدہ طلب کرنے والے کو عہدہ نہ دینے کی بات کہی گئی، جیسا کہ حدیث ذیل سے معلوم ہوتا ہے:

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال: دخلت على النبي ﷺ أنا ورجلان من بني عمي فقال أحدهما: يا رسول الله أمّرنا على بعض ما ولاك الله عز وجل، وقال الآخر مثل ذلك، فقال: إنا والله لا نولي هذا العمل أحدا سأله أو أحدا حرص عليه۔ (۳)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو چچا زاد بھائی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! جن علاقوں پر اللہ نے آپ کو حکمراں بنایا ہے ان میں سے بعض کی

(۱) دلیل الطالبین ترجمہ وفوائد ریاض الصالحین: ۱/۵۶۷۔

(۲) بہجۃ قلوب الابرار، ص: ۱۱۲۔ (۳) متفق علیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنری (وغیرہ) ہمیں عنایت فرمادیں، دوسرے نے بھی ایسی ہی بات کہی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! ہم حکومتی عہدوں پر ایسے کسی شخص کو مقرر نہیں کرتے جو خود اس کا سوال کرے نہ ایسے کسی شخص کو جو اس کی خواہش رکھے۔

نواب صدیق حسن خاں عہدہ کے طلبگار کو عہدہ نہ دینے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''چونکہ عہدہ کے طلبگار کو عہدہ ملتا ہے تو اس کی ساری ذمہ داری اسی کے حوالے ہوتی ہے اور اللہ کی جانب سے اس کی مدد نہیں ہوتی جیسا کہ اوپر عبدالرحمٰن بن سمرہ کی حدیث میں گزرا، اور جب اس کی مدد نہیں ہوتی تو گویا وہ اس عہدے کے قابل نہیں ہوا اور غیر قابل کو عہدہ نہیں دیا جاتا.....''۔(۱)

شیخ محمد بن علان شارح ریاض الصالحین ایسے شخص کو عہدہ نہ دیئے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس کے عہدہ طلب کرنے اور اس کی لالچ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے فائدے کے لئے کوشاں نہیں ہے، بلکہ اپنے فائدے اور زیادہ سے زیادہ دنیا جمع کرنے کی کوشش میں ہے اور یہ چیز لوگوں کی دنیا و آخرت دونوں کو برباد کردے گی اور اس عہدہ والے کو بھی ہلاکت میں ڈال دے گی''۔(۲)

منصب سے دور رہنے کی تلقین:

احادیث نبویہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حتی الامکان آدمی کو منصب سے دور رہنا چاہیے اور اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے اور ایسا اس لئے کہ آدمی اگر منصب کی ذمہ داریوں کو بطریق احسن نبھا نہ سکا تو اللہ کی گرفت میں آجائے گا، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إنكم ستحرصون على الإمارة، و ستكون ندامة يوم القيامة" (۳)

(۱) ظفر الاماضی، ص:۱۰ (۲) دلیل الفالحین:۳/۱۴۷ (۳) رواہ البخاری والنسائی واحمد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم لوگ یقیناً حکومت اور امارت کی حرص کرو گے (لیکن یاد رکھو) یہ قیامت والے دن ندامت کا باعث ہوگی۔

عن أبي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "يا أباذر إني أراك ضعيفا، وإني أحب لك ما أحب لنفسي۔ لاتَأمَّرنَّ على اثنين، و لاتَوَلَّيَنَّ مال يتيم"۔ (۱)

اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں (اس لئے میری نصیحت یہ ہے کہ) تو دو آدمیوں پر کبھی حاکم نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال کا نگراں بننا۔

وعن أبي ذر رضي الله عنه أيضا قال: قلت يا رسول الله ألا تستعملني؟ فضرب بيده على منكبي، ثم قال:"يا أبا ذر إنك ضعيف، وإنها أمانة، وإنها يوم القيامة خزي و ندامة، إلا من أخذها بحقها وأدى الذى عليه فيها"۔ (۲)

حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے کسی جگہ کا عامل (عہدیدار) نہیں بنادیتے؟ آپ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ (منصب) ایک اہم امانت ہے۔ یہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگا، سوائے اس شخص کے جو اسے حق کے ساتھ (اہلیت کی بنیاد پر) حاصل کرے اور ان ذمہ داریوں کو پورا کرے جو اس کی بابت اس پر عائد ہوتی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہوتا ہے کہ عہدہ ومنصب تو ایک اہم انسانی ضرورت ہے اور اسی کے ذریعہ دین ودنیا کے بہت سارے امور کو منظم کیا جاتا ہے اور فتنہ وخلفشار کو روکا جاتا ہے تو شریعت ایسے اہم کام سے نفرت کیوں دلا رہی ہے اور اسے آدمی کے

(۱) رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی۔ (۲) رواہ مسلم واحمد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے دنیا و عقبیٰ میں رسوائی و ہلاکت کا سبب کیوں قرار دے رہی ہے۔ حضرت ابوذر کی مذکورہ دوسری روایت بذات خود اس سوال کے جواب پر مشتمل ہے، کیونکہ اس روایت کے آخر میں کہا گیا ہے۔ "إلا من أخذ ها بحقها و أدى الذي عليه فيها"۔

یعنی منصب فی نفسہ بری چیز نہیں ہے بلکہ خارجی عوامل اس کے اندر خرابی پیدا کرتے ہیں، اور چونکہ یہ خرابی آدمی کے دین وایمان کے لئے بڑی ہلاکت خیز ہے اس لیے اس سے حتی الامکان بچنے کی تلقین کی گئی ہے، ساتھ ہی اہل منصب کو اس تلقین کے ذریعہ حذر واحتیاط کا پہلو اختیار کرنے کی رہنمائی بھی کی گئی ہے۔

مذکورہ حدیث میں کہا گیا ہے کہ اگر آدمی منصب کو برحق طور پر لیتا ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے تو اس وعید کا اس پر اطلاق نہیں ہوگا۔ برحق طور پر منصب لینے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس منصب کی صلاحیت رکھتا ہو اور جائز طریقے سے اسے حاصل کیا ہو، پھر اس کے ساتھ منصب کے تقاضوں اور تمام ذمہ داریوں کو پورا بھی کرتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی اگر منصب کی اہلیت نہیں رکھتا اور اس کو حاصل کر بیٹھتا ہے، یا اہلیت کے ساتھ حاصل کیا مگر اس کے بعد منصب کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوگا۔

شیخ محمد بن علان فرماتے ہیں: "فالذم محمول على الأهل للولاية إذا لم يعدل فيها، أو على غير الأهل، أما الأهل لها إذا وليها وعدل فيها فله فضل عظيم و أجر جسيم"۔ (۱)

یعنی عہدہ حاصل کرنے کی ممانعت یا مذمت اس صورت میں ہے جب آدمی عہدہ کا اہل ہو مگر اس میں انصاف نہ کرتا ہو، یا یہ کہ سرے سے عہدہ کا اہل نہ ہو، رہا وہ شخص جو عہدہ کا اہل ہو اور اسے لینے کے بعد انصاف سے کام لے تو اس کا بڑا فضل اور اس کے لئے اجر کثیر ہے۔

(۱) دلیل الفالحین: ۳/۱۴۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نووی فرماتے ہیں: "هذا الحديث أصل عظيم في اجتناب الولايات...الخ" (۱)

یعنی یہ حدیث مناصب سے بچنے کے سلسلے میں اصل عظیم کی حیثیت رکھتی ہے خاص طور سے اس شخص کے لئے جو ان مناصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے کمزور ہو، اور رسوائی اور ندامت اس شخص کے حق میں ہے جو منصب کا اہل نہ ہو، یا اہل ہو لیکن عدل سے کام نہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلیل ورسوا کرے گا اور یہ شخص اس دن اپنے کیے پر پچھتائے گا۔ البتہ جو شخص منصب کا اہل ہوگا اور عدل کرے گا تو اس کے لئے فضل عظیم ہے۔

اس تعلق سے چند حدیثیں اور ملاحظہ ہوں:

عن أبي أمامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "مامن رجل يلي أمر عشرة فما فوق ذلك: إلا أتى الله مغلولا يده إلى عنقه، فكه بره أو أوثقه إثمه، أولها ملامة، وأوسطها ندامة، وآخرها خزي يوم القيامة"۔ (۲)

یعنی جو شخص دس یا اس سے زیادہ آدمیوں کا ذمہ دار بنا ہو اللہ تعالیٰ کے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوگا، اب اس کی نیکی اس کو کھول دے گی یا اس کا گناہ اس کو اور مضبوط باندھ دے گا، اس عہدہ کا آغاز ملامت سے ہوتا ہے، اور اس کے درمیان ندامت ہوتی ہے اور اس کا اختتام قیامت کے دن کی رسوائی پر ہوتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: "مامن أمير عشرة إلا وهو يؤتى به يوم القيامة مغلولا حتى يفكه العدل أو يوبقه الجور"۔ (۳)

(۱) شرح نووی علی مسلم: ۱۲/۲۴۶۔۲۴۷۔ (۲) رواہ احمد، صحیح الجامع الصغیر: ۵۷۱۸۔
(۳) رواہ البیہقی، صحیح الجامع الصغیر ۵۶۹۶۔۵۶۹۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شخص دس لوگوں کا بھی ذمہ دار ہے تو اسے قیامت کے دن جکڑ کر لایا جائے گا، یہاں تک کہ انصاف اس کو آزاد کرادے یا ظلم اس کو ہلاکت میں ڈال دے۔

عن عوف بن مالك عن النبي ﷺ قال:"إن شئتم أنبأتكم عن الامارة، وما هي، أولها ملامة، وثانيها ندامة، وثالثها عذاب يوم القيامة، إلا من عدل" (۱)

اگر تم چاہو تو میں تمہیں منصب کی حقیقت بتلادوں اس کا آغاز قابل ملامت ہے، دوسرے نمبر پر وہ باعث ندامت ہے اور تیسرے نمبر پر وہ قیامت کے دن کا عذاب ہے، سوائے اس منصب والے کے جو عدل سے کام لے۔

عن أنس رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال"إن الله تعالىٰ سائل كل راع عما استرعاه، أحفظ ذالك أم ضيعه، حتى يسأل الرجل عن أهل بيته" (۲)

یعنی اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کرے گا کہ ان کی حفاظت کیا یا ان کو بربادی کو پہنچایا، یہاں تک کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی پوچھے گا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال:"ليتمنين أقوام ولوا هذاالأمر أنهم خروا من الثريا، وأنهم لم يلوا شيئا" (۳)

یعنی ایک وقت ایسا آئے گا کہ منصب والے یہ تمنا کریں گے کہ بھلے وہ آسمان سے گر پڑتے مگر کوئی منصب نہ لیتے۔

---

(۱) رواہ الطبرانی، صحیح الجامع الصغیر: ۱۴۲۰

(۲) رواہ النسائی وابن حبان، صحیح الجامع الصغیر: ۱۷۷۴۔

(۳) رواہ احمد، صحیح الجامع الصغیر: ۵۳۶۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب قضا سے اجتناب کی خصوصی تلقین

عام مناصب سے دور رہنے اور ان سے بچنے کی تلقین پر مشتمل مندرجہ بالا احادیث کے علاوہ کچھ ایسی بھی حدیثیں آتی ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ منصب قضاء کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہے اور ان سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

۱-عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "من ولي القضاء فقد ذبح بغير سكين" (۱)

جسے قضا کا منصب دیا گیا گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔

۲-عن بريدة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "القضاة ثلاثة، اثنان في النار، وواحد في الجنة، رجل علم الحق فقضى به فهو في الجنة، و رجل قضى للناس على جهل فهو في النار، ورجل عرف الحق فجار في الحكم فهو في النار"(۲)

یعنی قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں، دو جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) جس شخص نے حق جانا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں جائے گا، اور جس شخص نے لاعلمی اور جہالت کی حالت میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا وہ جہنم میں جائے گا، اور جو شخص حق جانتے ہوئے ظلم کرے اور فیصلہ میں ناانصافی کرے وہ بھی جہنم میں جائے گا۔

حضرت بریدہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منصب قضا بھی مطلقا ممنوع یا لائق نفرت نہیں ہے بلکہ نااہلی یا ظلم وزیادتی جیسی خرابیوں کے در آنے کی وجہ سے وہ لائق ملامت اور قابل گرفت ہوا، جیسا کہ دوسری حدیثوں میں بھی اس کی صراحت

(۱) ابوداؤد، ترمذی، صحیح الجامع الصغیر: ۶۵۹۴۔ (۲) الحاکم، صحیح الجامع الصغیر: ۴۴۴۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے، چنانچہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن الله مع القاضی ما لم یجر عمدا، فاذا جار وکله إلی نفسه"(۱)

اللہ تعالیٰ قاضی کا ساتھ اس وقت تک دیتا ہے جب تک وہ قصداً ظلم و ناانصافی نہ کرے، اور جب وہ ناانصافی کرنے لگتا ہے تو اسے اس کے نفس کے حوالے کر کے چھوڑ دیتا ہے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

"إن اللّٰه تعالیٰ مع القاضي مالم یجر، فاذا جار تبرأ منه و ألزمه الشیطان" (۲)

اللہ تعالیٰ قاضی کا ساتھ اس وقت تک دیتا ہے جب تک وہ ناانصافی نہ کرے، جب وہ ناانصافی کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے براءت کا اظہار کر دیتا ہے او رشیطان کو اس سے جوڑ دیتا ہے۔

نواب صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قضا کے سلسلے میں کچھ روایتیں ترغیب والی آئی ہیں اور کچھ روایتیں ترہیب والی، بلکہ مطلق امارت کے بارے میں- جو کہ منصب قضا سے عام ہے- ایسی دلیلیں آئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ میری نظر میں ان حدیثوں کے درمیان تطبیق کا معاملہ اشخاص پر موقوف ہے، پس جس شخص کو اپنے اوپر اعتماد ہو کہ وہ حق پر قائم رہے گا اور حق کو عام کرے گا، امارت کے سلسلے میں اس کے اندر کسی طرح کی کمزوری نہیں ہوگی، قضا میں پوری سختی اور طاقت لگا سکے گا، مال سے بچے گا اور طاقتور اور کمزور کے درمیان انصاف کرے گا تو ایسے شخص پر اگر قضا واجب نہ ہو تب بھی اس کے لئے اس میں داخل ہونا اولیٰ ہے، ہاں ایک شرط ہے کہ اس کا وہی درجہ ہو جس کا اعتبار کیا گیا ہے، اور جو ان اوصاف میں کمزور ہو اس کے لئے ترک منصب ہی اولی ہے، بلکہ بسا

(۱) ابن ماجہ، صحیح الجامع الصغیر: ۱۸۲۶۔ (۲) حاکم، بیہقی، صحیح الجامع الصغیر: ۱۸۲۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقات یہ ترک اس پر واجب ہو جاتا ہے۔(۱)

علامہ سید سابق نے بھی ان احادیث کے درمیان اسی طرح تطبیق دی ہے۔(۲)

منصب قضا سے اجتناب کے چند واقعات

قضا کے بارے میں اوپر جو حدیثیں ذکر کی گئیں ان میں سے بعض میں قضا کے بارے میں جو سخت باتیں کہی گئی ہیں ان کی وجہ سے بہت سے ائمہ وعلماء اس منصب سے غایت درجہ دور رہتے اور اس سے حتی المقدور پرہیز کرتے تھے، اس سلسلے کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

حیوۃ بن شریح کو مصر کے منصب قضا پر فائز کرنے کے لئے بلایا گیا، حاکم وقت نے جب ان کے سامنے اس منصب کو قبول کرنے کی پیشکش کی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس پر حاکم نے تلوار منگائی، حیوۃ بن شریح نے جب یہ دیکھا تو ایک کنجی اپنے پاس سے نکال کر حاکم کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ میرے مکان کی کنجی ہے اسے لو، اب میں اپنے رب سے ملاقات کا مشتاق ہوں، حاکم نے ان کا یہ عزم دیکھ کر ان کو چھوڑ دیا۔(۳)

امام نووی حضرت ابوذر والی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "ولكن في الدخول فيها (أي في الولاية) خطر عظيم ولذلك امتنع الأكابر منها، فامتنع الشافعي لما استدعاه المأمون لقضاء الشرق والغرب، وامتنع منه أبوحنيفة لما استدعاه المنصور فحبسه و ضربه، والذين امتنعوا من الأكابر جماعة كثيرون۔" (۴)

یعنی منصب سے جڑنا بہت بڑے خطرے کی چیز ہے، اسی لئے بڑے بڑے علماء اس سے پرہیز کرتے تھے، چنانچہ امام شافعی کو جب مامون نے مشرق ومغرب

(۱) ظفر اللاضی، ص:۱۵۔۱۶، ایضاً ص:۱۰۷-۱۱۰۔ (۲) ملاحظہ ہو: فقہ السنۃ:۳/۲۱۶۔
(۳) فقہ السنۃ:۳/۲۱۷ (۴) النووی علی مسلم:۱۲/۲۴۶۔۲۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے منصب قضا کے لئے طلب کیا تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا، امام ابوحنیفہ کو منصور نے طلب کیا، ان کو قید کیا، سزا دی مگر انہوں نے اس منصب کو قبول نہ کیا، اس کے علاوہ عہدہ قبول نہ کرنے والے اکابرین کی بڑی تعداد ہے۔

مشہور مفسر قاضی بیضاوی کے بارے میں بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ منصب قضا حاصل کرنے کے لئے بیضاوی صاحب نے شیخ محمد بن محمد کتتائی سے بادشاہ کے یہاں سفارش کی درخواست کی، شیخ نے بادشاہ کے سامنے ان الفاظ میں ان کے لئے سفارش کی:

"إن هذا الرجل عالم فاضل، يريد الاشتراك مع الأمير في السعير، يعني أنه يطلب منكم مقدار سجادة في النار، وهي مجلس الحكم"

یہ شخص عالم فاضل ہے اور آنجناب کے ساتھ جہنم میں داخلہ چاہتا ہے۔ یعنی آپ سے جہنم میں مصلی بھر کی جگہ۔ جتنے میں بیٹھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کا طالب ہے۔

شیخ کے اس جملے سے امام بیضاوی بہت متاثر ہوئے اور تمام دنیوی مناصب ترک کر دیا، اور تا عمر تبریز میں شیخ کی مصاحبت میں رہے۔(۱)

ایک دوسرے مورخ صاحب روضات الجنات نے سفارش کرنے والے شیخ کا نام خواجہ محمد کنجانی لکھا ہے اور ان کی سفارش کے الفاظ اس طرح نقل کیا ہے: "إن استدعائي من حضرة الملك في هذه الليلة أن يقطع قطعة من رباع جهنم لشخص كان يتوقعها من جنابك" (۲)

نواب صدیق حسن خاں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"شیخ علی متقی نے جب کتب سنت میں عدل وانصاف کے فضائل کو دیکھا تو چاہا کہ خدمت عدالت اختیار کریں، بادشاہ گجرات کو جب ان کے ارادہ کا علم ہوا تو انہیں حاکم عدالت متعین کر دیا، بہت جلد عملہ کی رشوت ستانی کی وجہ سے ان پر رشوت ستانی کی

(۱) كشف الظنون ۱/۱۶۲ (۲) روضات الجنات ص:۴۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہمت لگی، بادشاہ کو خبر ہوئی لیکن یقین نہ کیا، اس لئے کہ بادشاہ ان کے متعلق اعتقاد عظیم رکھتا تھا، شیخ کو اس مخبری کا بالکل علم نہ تھا، وہ غافل اور بے خبر تھے، جب زیادہ شہرت ہوئی تو شیخ نے بھی سنا اور بندوبست کیا کہ یہ دروازہ بند ہو جائے، مگر لوگ کب دست کش ہو سکتے تھے، ناچار ایک دن وہ دیوان حکومت سے اپنا عصا لے کر اٹھ کھڑے ہوئے او ریہ کہہ کر بھاگ گئے کہ دین و دنیا جمع نہیں ہو سکتے۔ ہر چند کہ بادشاہ نے عذر کیا اور اس گمان کی تکذیب کی، لیکن شیخ نے پھر سے اس عہدہ کو قبول نہ فرمایا''۔(۱)

نواب صدیق حسن خاں خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

''میں نے کسب رزق کے لئے قضاء، افتاء، امامت، تأذین یا وعظ وغیرہ کسی شرعی منصب کو اختیار نہیں کیا، بلکہ نوکری چاکری کو ذریعہ معاش بنایا، کارہائے سرشتہ میں نوکری اختیار کی، اور اس وسیلہ سے جاگیر پائی، کیونکہ میں اپنے آپ کو خدمات مذکورہ کے ادائے حقوق سے بالکل قاصر پاتا تھا، اور میرے دین نے بھی مجھے اجازت نہ دی کہ ایسا کام اختیار کروں جس میں دین کی خرابی اور آخرت کی بربادی ہو، ہمارے سلف جنہیں دین میں مرتبہ امامت حاصل تھا اور اعلی درجہ کا تقویٰ رکھتے تھے، انہوں نے ہمیشہ ان مناصب کے اختیار کرنے سے احتراز کیا، اور ملوک وسلاطین اسلام کے تشدد اور تکلیف دہی کے باوجود ان خدمات کو قبول نہ کیا.....''(۲)

عبداللہ بن وہب کے بارے میں آتا ہے کہ خلیفہ نے ان کو مصر کا قاضی مقرر کیا تو وہ اپنے گھر میں نظر بند ہو گئے، ایک روز کسی شخص نے ان کو دیکھ لیا تو کہا کہ اے ابن وہب! آپ کیوں نہیں اپنے گھر سے نکلتے اور لوگوں کے درمیان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرتے؟ انہوں نے جواب دیا: "أما علمت أن العلماء يحشرون مع الانبياء و القضاة مع السلاطين ؟" کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علماء کا حشر انبیاء کے ساتھ ہوگا اور قاضیوں کا بادشاہوں کے ساتھ؟(۳)

(۱) ابقاء المنن بالقاء المحن ص: ۲۳۸ (۲) ایضاً ص: ۲۱۸، ۲۱۹ (۳) ظفر اللاضی ص: ۴۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اشکال:

متذکرہ بالا حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ منصب طلب کرنا اچھی چیز نہیں، حتی کہ طلب کرنے والے کو منصب دینا بھی نہیں چاہئے، لیکن قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے میں آیا ہے کہ انہوں نے مصر کے بادشاہ سے کہا تھا: (اجْعَلْنِيْ عَلَى خَزَآئِنِ الْأَرْضِ إِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ) (سورۃ یوسف:۵۵)

آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے، میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔

علمائے اسلام نے اس اشکال کے مختلف جوابات دیے ہیں:

نواب صدیق حسن خاں عہدہ طلب کرنے کی ممانعت اور عہدہ کے طالب کو عہدہ نہ دینے کی ہدایت کے اسباب وغیرہ بیان کرنے کے بعد ابن التین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ (ممانعت وغیرہ) غالب پر محمول ہوگی ورنہ یوسف علیہ السلام نے کہا تھا۔ (اجْعَلْنِيْ عَلَى خَزَآئِنِ الْأَرْضِ) اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا (وَهَبْ لِيْ مُلْكاً) (سورہ ص:۳۵) اور ایک احتمال یہ ہے کہ یہ ممانعت وغیرہ غیر انبیاء کے لئے ہو۔

اس کے بعد امام شوکانی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ انبیاء کو گناہوں سے محفوظ ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر اعتماد ہوتا تھا۔ مزید یہ کہ ہماری شریعت میں جو چیز ثابت ہے اس پر دوسری شریعت کی چیزوں سے اعتراض نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شریعت میں منصب طلب کرنا جائز رہا ہو۔ رہا سلیمان علیہ السلام کا سوال تو محل نزاع سے خارج ہے کیونکہ مخلوق سے طلب کرنے سے متعلق بحث ہے، خالق سے طلب کرنے سے نہیں، اور حضرت سلیمان نے خالق سے طلب کیا تھا۔ (۱)

شیخ عبدالرحمٰن سعدی فرماتے ہیں کہ اس کا جواب خود اسی آیت کے اس ٹکڑے

(۱) ظفر اللاضی۔ ص:۱۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہے (اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ) چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی مصلحت کے پیش نظر منصب طلب کیا تھا جس کو کوئی دوسرا پورا نہیں کر سکتا تھا، ان کے اندر حفاظت کا مکمل طور سے ملکہ تھا اور خزانہ سے متعلق تمام تفصیلات کا علم تھا، مثلاً بہتر طریقے سے اس کا حصول، بہتر طریقے سے خرچ اور ساتھ ہی عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا، حضرت یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بادشاہ نے ان کو اپنا خصوصی مشیر بنالیا ہے اور ان کو بلند مقام و مرتبہ عطا کر کے دوسروں پر فوقیت دی ہے تو انہوں نے محسوس کیا کہ بادشاہ اور رعایا دونوں کی خیر خواہی میرے اوپر واجب ہے جس کی خاطر اس منصب کا حصول متعین ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب خزانہ کی ذمہ داری سونپ دی گئی تو انہوں نے زراعت کو ترقی دینے کی بھرپور کوشش کی اور پورے مصر میں ایک کنارہ سے لے کر دوسرے کنارے تک کوئی قابل کاشت زمین ایسی نہیں تھی جس میں پورے سات سال فصل نہ اگایا ہو، پھر غلہ کو انتہائی عجیب طریقے سے محفوظ رکھا اور جب قحط پڑا اور لوگوں کو راشن کی ضرورت ہوئی تو پورے انصاف کے ساتھ لوگوں کو غلہ فراہم کرنے کی کوشش کی اور تاجروں کو غلہ خریدنے سے روک دیا تاکہ ضرورت مندوں کو کوئی پریشانی نہ ہو، اس طرح ان کے منصب کی وجہ سے ایسی مصلحتیں اور منفعتیں متحقق ہوئیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔(۱)

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں: عام حالات میں اگرچہ عہدہ و منصب کی طلب جائز نہیں ہے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے اس اقدام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاص حالات میں اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ قوم اور ملک کو جو خطرات درپیش ہیں اور ان سے نمٹنے کی اچھی صلاحیتیں میرے اندر موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں تو وہ اپنی اہلیت کے مطابق اس مخصوص عہدے اور منصب کی طلب کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت یوسف

(۱) بہجۃ قلوب الابرار، ص:۱۱۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام نے تو سرے سے عہدہ ومنصب طلب ہی نہیں کیا، البتہ جب بادشاہ مصر نے انہیں اس کی پیشکش کی تو پھر ایسے عہدے کی خواہش کی جس میں انہوں نے ملک اور قوم کی خدمت کا پہلو نمایاں دیکھا۔(۱)

انصاف ور اور اہل ذمہ داروں کے فضائل

اپنے عہدے کی ذمہ داریاں پوری کرنے والے اور انصاف سے کام کرنے والے منصب داروں کے فضائل کے بیان پر مشتمل چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

۱ — عن عياض بن حمار رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "أهل الجنة ثلاثة: ذوسلطان مقسط موفق، ورجل رحيم رقيق القلب لكل ذي قربى و مسلم۔ و عفيف متعفف ذوعيال" (۲)

یعنی جنتی تین قسم کے لوگ ہیں: ایک انصاف ور باتوفیق حاکم، دوسرا وہ رحم دل آدمی جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے ساتھ نرم دلی کرتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو بال بچوں والا ہے مگر پاکباز اور پرہیز کرنے والا ہے۔ (لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا)

۲ — عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :"ثلاثة لا يردالله دعاء هم: الذاكر الله كثيرا، والمظلوم، والإمام المقسط"(۳)

تین قسم کے لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں، اللہ کو زیادہ یاد کرنے والے کی، مظلوم کی، اور انصاف ور حاکم کی۔

۳ — عن عبدالله بن عمروبن العاص رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن المقسطين عندالله على منابر من نور، الذين يعدلون فى حكمهم في أهليهم و ماوُلّوا" (۴)

---

(۱) تفسیر احسن البیان، ص: ۵۸۹ (۲) رواہ مسلم

(۳) رواہ البیہقی، صحیح الجامع الصغیر: ۳۰۶۴ (۴) رواہ مسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کرنے والے اللہ کے یہاں نور کے منبروں پر ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اہل وعیال اور ماتحتوں میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔

٤ — عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله، إمام عادل..." (۱)

سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سایے کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا، ان میں پہلا وہ حاکم وذمہ دار ہے جو منصف ہو۔

نیک اہل منصب کے اثرات

جب منصب نیک اور اہل لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ پوری دیانت داری اور انصاف سے اس کو نبھاتے ہیں تو رعایا اور ماتحتوں پر بھی اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، عہد نبوی، خلافت راشدہ، خلافت عمر بن عبدالعزیز وغیرہ اس کی واضح مثالیں ہیں، اس کے برعکس جب عہدے اور مناصب نااہلوں، کمزوروں اور غیر ذمہ دار لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں تو لوگ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اور انتشار و بدامنی کا دور دورہ ہوتا ہے، عوام اور ماتحتوں میں بھی بے ایمانی، رشوت خوری اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری ہوتی ہے۔

حضرت سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ غزوہ قادسیہ کے موقع پر فارس کو فتح کرنے کے بعد جب کسریٰ کے محل میں داخل ہوئے تو محل کا سارا خزانہ لے کر خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، یہ خزانہ جب حضرت عمر کے پاس پہنچتا ہے تو آپ اس کو اٹھا اٹھا کر الٹ پلٹ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''یقیناً جن لوگوں نے اتنا سب بھیج دیا وہ امانت دار لوگ ہیں'' اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین سے جو کچھ کہا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ کہتے ہیں: "لقد عففت فعفت رعيتك، ولو رتعت لرتعت" یعنی اے امیر المؤمنین! آپ

(۱) متفق علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک دامن رہے تو آپ کی رعایا بھی پاکدامن رہی، اگر آپ چرنے لگتے (بددیانتی کرتے) تو رعایا بھی ویسا ہی کرتی۔ اس کے بعد حضرت عمر نے وہ سارا خزانہ مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔ (۱)

خود حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: "إن الناس لا يزالون مستقيمين ما استقامت لهم أئمتهم وهداتهم" (۲)

لوگ اس وقت تک راہ راست پر رہیں گے جب تک ان کے حکام اور رہنما راہ راست پر رہیں گے۔

حضرت عمر ہی کا یہ فرمان بھی ہے: "الرعية مؤدية إلى الإمام ما أدى الإمام إلى الله، فإن رتع الإمام رتعوا" (۳) رعایا حاکم کو اس کا حق ادا کرتی رہے گی جب تک حاکم اللہ کو اس کا حق ادا کرتا رہے گا، اور جب حاکم چرنے لگے گا تو رعایا بھی چرنے لگے گی۔

حضرت عمر کا یہ معمول تھا کہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا ہوتا تو پہلے اپنے گھر والوں کو تنبیہ کرتے اور کہتے کہ اگر تم لوگوں میں سے اس ممنوعہ کام کا ارتکاب کرتے ہوئے کسی کو پاؤں گا تو اس کو دوہری سزا دوں گا۔ (۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں جب پتہ چلتا کہ ان کے مقرر کردہ کسی والی نے ظلم کیا ہے تو فرماتے: "اللهم إني لمْ آمرهم أن يظلموا خلقك اويتركوا حقك" (۵)

اے اللہ میں نے انہیں حکم نہیں دیا تھا کہ تیری مخلوق پر ظلم کریں یا تیرا حق چھوڑیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

---

(۱) مناقب عمر بن الخطاب لابن الجوزی، ص: ۹۱

(۲) جامع بیان العلم وفضلہ، لابن عبد البر: ۱/۱۸۵، طبقات ابن سعد: ۳/۲۹۲

(۳) طبقات ابن سعد: ۳/۲۹۲ (۴) طبقات ابن سعد: ۳/۲۸۹

(۵) السیاسۃ الشرعیۃ، ص: ۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل مناصب مثل بازار کے ہیں اور بازار میں جو چیز چلتی ہے وہی (فروخت کے لئے) لائی جاتی ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا کہنا ہے۔ اب اگر وہاں سچائی، نیکی، عدل اور امانت کا چلن ہوگا تو یہی چیزیں وہاں لائی جائیں گی، اور اگر وہاں جھوٹ، برائی، ظلم اور خیانت کا دور دورہ ہوگا تو یہی سب وہاں لایا جائے گا۔(۱)

اہل منصب کے لیے کچھ ہدایتیں، دعائیں، وعدے اور وعیدیں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر موضوع سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ حدیثیں پیش کردی جائیں جو اہل منصب کے لئے دعاؤں، ہدایتوں اور وعدوں ووعیدوں پر مشتمل ہیں، یہ حدیثیں اہل منصب کے لئے رہنما خطوط کی حیثیت رکھتی ہیں، اور منصب کی نزاکت کو بیان کرتے ہوئے منصب والوں کو ہمیشہ محتاط رہنے اور اپنا محاسبہ کرتے رہنے کی ایک طرح سے تاکید بھی کرتی ہیں:

۱- عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "كلكم راع و كلكم مسؤول عن رعيته: الإمام راع ومسؤول عن رعيته، والرجل راع في أهله ومسؤول عن رعيته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها، والخادم راع في مال سيده و مسؤول عن رعيته، وكلكم راع ومسؤول عن رعيته۔"(۲)

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم (اپنی رعایا کا) ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا، آدمی اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعایا (اہل خانہ) کے بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کی متعلقہ چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا، ملازم اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا، تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(۱) السیاسۃ الشرعیۃ، ص:۲۹ (۲) متفق علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢ — عن أبي يعلى معقل بن يسار رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ما من عبد يسترعيه الله رعية يموت يوم يموت و هوغاش لرعيته إلاحرم الله عليه الجنة" (١)

وفي رواية: "فلم يحطهابنصحه لم يجدرائحة الجنة"

وفي رواية لمسلم: "ما من أمير يلي أمور المسلمين ثم لا يجهد لهم و ينصح لهم إلا لم يدخل معهم الجنة"۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی رعیت کی رکھوالی جس آدمی کے سپرد کرے اور وہ انہیں دھوکہ دیتے ہوئے مرجائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردیتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ: ''...اس نے خیرخواہی کے ساتھ ان کے حقوق کی حفاظت نہیں کی وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ: ''جو حاکم بھی مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنے پھر وہ ان کے مسائل کے حل کے لئے بھرپور کوشش اور ان کی خیرخواہی نہ کرے تو ان کے ساتھ جنت میں نہیں جائے گا۔''

٣ — عن عائشة رضي الله عنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في بيتي هذا: "اللهم من ولي من أمر أمتي شيئا فشق عليهم فاشقق عليه، ومن ولي من أمر أمتي شيئا فرفق بهم فارفق به"(٢)

ترجمہ: اے اللہ! جو شخص بھی میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے پھر وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو تو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری امت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنے پھر وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔

٤ — عن عائذ بن عمرو رضى الله عنه أنه دخل على عبيدالله بن زياد فقال: أي بُنَيَّ إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إن شرالرعاء الحطمة" فإياك أن تكون منهم۔ (٣)

(١) متفق علیہ (٢) رواہ مسلم (٣) متفق علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''بدترین حاکم وہ ہیں جو رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔'' پس تو اس سے بچ کہ ان میں سے ہو۔

٥- عن أبي مريم الأزدي رضي الله عنه أنه قال لمعاوية رضي الله عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من ولّاه الله شيئا من أمور المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم و فقرهم احتجب الله دون حاجته وخلته و فقره يوم القيامة" فجعل معاوية رجلا على حوائج الناس۔(١)

ترجمہ: حضرت ابو مریم ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کچھ امور کا ذمہ دار بنائے اور وہ ان کی ضرورتوں، حاجتوں اور فقر کے درمیان آڑے آجائے (یعنی انھیں پورا نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس شخص کی حاجت وضرورت اور فقر کے درمیان آڑے آجائے گا۔ پس حضرت معاویہ نے (یہ حدیث سن کر) ایک آدمی کو لوگوں کی حاجات معلوم کرنے کے لئے مقرر فرمادیا۔

٦- عن بريدة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" من استعملناه على عمل فرزقناه رزقا فما أخذ بعد ذلك فهو غلول" (٢)

ترجمہ: جس شخص کو ہم نے کسی کام پر مقرر کیا اور اس پر اس کی تنخواہ مقرر کردی تو اس کے علاوہ وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ تمام ذمہ داروں کو اسلام کی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(١) رواہ ابوداود والترمذی والحاکم، صحیح الجامع: ٦٥٩٥ (٢) رواہ ابوداود والحاکم، صحیح الجامع: ٦٠٢٣

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب منصب کی تبدیلی

ایک سبق آموز واقعہ

منصب پر فائز شخص کو جب اس منصب سے الگ کر دیا جاتا ہے تو اس سے اس شخص کو بسا اوقات تکلیف پہنچتی ہے اور منصب سے ہٹائے جانے کا اس کو ملال رہتا ہے، ایسا شخص کبھی کبھی شدید ردعمل بھی ظاہر کرتا ہے اور اس منصب تک واپس پہنچنے کے لئے غیر مناسب طرق ووسائل کا بھی سہارا لیتا ہے۔

اس مناسبت سے اسلامی تاریخ کا ایک مشہور واقعہ جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی سے متعلق ہے اس کی کچھ ایسی تفاصیل ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جس سے زیر بحث موضوع کا ایک ایسا رخ سامنے آتا ہے جس کا موجودہ مفاد پرستی اور خود پسندی کے ماحول میں عموماً تصور نہیں کیا جاتا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی کے اسباب ووجوہات بلکہ اس عزل کے جواز وعدم جواز تک پر آج تک بحث کی جارہی ہے اور اس واقعہ کے بہت سارے متعلقات کو منفی انداز میں پیش کر کے غم وافسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ تاریخ میں وارد اس واقعہ کی بہت ساری تفصیلات یا تو اسنادی اعتبار سے محل نظر ہیں یا کچھ دوسرے اعتبارات ان تفصیلات پر سوالیہ نشان لگاتے ہیں، فی الحال اس رخ پر گفتگو نہ کر کے اس واقعہ کے مثبت اور لائق عبرت پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا امیر لشکر بنایا تھا، حضرت خالد کی قیادت میں اسلامی فوج برابر کامیابی حاصل کر رہی تھی، اسی اثناء میں حضرت ابوبکر کا انتقال ہوگیا اور زمام خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد حکومتی نظم ونسق کو مستحکم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خالد بن ولید کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو شام کا امیر لشکر بنا دیا اور حضرت خالد کو ان کے ماتحت کر دیا اور ان سے کہا کہ حضرت خالد سے جنگی امور میں مشورہ کرتے رہیں۔ یاد رہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے شام کی امارت حضرت ابوعبیدہ ہی کے حوالے کی تھی، لیکن ان کی طرف سے معذرت اور مجبوری کا اظہار کئے جانے کے بعد آپ نے حضرت خالد کو یہ ذمہ داری سونپی تھی، حضرت عمر نے دوبارہ حضرت ابوعبیدہ کو اس کام کے لئے منتخب کیا اور اپنا حکم نامہ حضرت ابوعبیدہ کے پاس بھیجا۔

جس وقت یہ فرمان حضرت ابوعبیدہ کو ملا اس وقت لڑائی اپنے شباب پر تھی، حضرت ابوعبیدہ کے سامنے ایک طرف خلیفۃ المسلمین کا حکم نامہ تھا، دوسری طرف لڑائی کی شدت میں اس حکم نامہ کی فوری تعمیل جنگی اصول وتدابیر کے لحاظ سے مانع تھی، نیز یہ کہ منصب سے بے رغبتی اور ایک عام سپاہی کی حیثیت سے کام کرنے کا جذبہ بھی اس تعمیل کی راہ میں رکاوٹ تھا، ان تمام وجوہات کے پیش نظر لگ بھگ بیس روز بعد حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو قیادت کی تبدیلی کے سرکاری حکم کی اطلاع دی، اور وہ بھی ایسے وقت جب حضرت خالد کو دوسرے ذرائع سے اس کی اطلاع ملی اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ سے اس کے متعلق استفسار کیا اور اطلاع نہ دینے کا ان سے شکوہ کیا، چنانچہ حضرت خالد حضرت ابوعبیدہ سے ان الفاظ میں شکوہ کرتے ہیں:

"يغفر الله لك، أتاك كتاب أمير المؤمنين بالولاية فلم تعلمني وأنت تصلي خلفي والسلطان سلطانك"؟

اللہ آپ کو معاف کرے، آپ کے پاس قیادت سے متعلق امیر المومنین کا مکتوب آیا اور آپ نے مجھ کو مطلع نہیں کیا اور میرے پیچھے نماز پڑھتے رہے جب کہ قیادت وامارت آپ کی تھی؟

اس پر حضرت ابوعبیدہ کا جواب اس طرح تھا:

" وأنت يغفر الله لك، ما كنت لأعلمك ذلك حتى تعلمه من عند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غيري، وما كنت لأكسر عليك حربك حتى ينقضي ذلك كله، ثم كنت أعلمك إن شاء الله، وما سلطان الدنيا أريد، وما للدنيا أعمل، وإن ما ترى سيصير إلى زوال وانقطاع، وإنما نحن إخوان وقوام بأمر الله عز وجل، وما يضر الرجل أن يلي عليه أخوه في دينه ولا دنياه، بل يعلم الوالي أنه يكاد أن يكون أدناهما إلى الفتنة وأوقعهما فى الخطيئة لما يعرض له من الهلكة، إلا من عصم الله عز وجل، وقليل ما هم ..“ (۱)

آپ کو بھی اللہ معاف فرمائے، میں اس وقت تک آپ کو یہ خبر نہیں سنانا چاہتا تھا جب تک دوسرے ذرائع سے آپ تک یہ خبر نہ پہنچ جائے، میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کی قیادت میں ہونے والی اس جنگ میں کسی طرح کی رکاوٹ ہو، بلکہ جنگ مکمل ہونے کے بعد ان شاء اللہ میں آپ کو خبر کرتا، مجھے دنیا کی سلطنت وقیادت کی خواہش نہیں اور نہ ہی میں دنیا کے واسطے عمل کر رہا ہوں، یہ سب کچھ جو آپ دیکھ رہے ہیں سب فانی اور ختم ہونے والی چیزیں ہیں، اور ہم لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہی ہیں، اللہ کے حکم اور اس کے دین کے خادم ہیں، اس سے آدمی کو کیا فرق پڑتا ہے کہ اس کا ایک بھائی ہی اس کے اوپر دینی یا دنیاوی حکمرانی کر رہا ہے، بلکہ حکمراں اور ذمہ دار کو تو یہ معلوم ہی ہے کہ (حاکم اور محکوم) دونوں میں سے وہی (حاکم) بالعموم فتنہ کے قریب ہوتا ہے اور اسی کے گناہ گار ہونے اور ہلاکت میں واقع ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں، اس سے صرف وہی لوگ محفوظ ہیں جنہیں اللہ نے محفوظ رکھا اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ کے یہ جذبات کس قدر زہد وتواضع اور منصب سے بے رغبتی بلکہ اسے آزمائش اور قابل گرفت گردانتے ہوئے اس سے اجتناب کی تمنا کی عکاسی کرتے ہیں، بلاشبہ وہ منصب کو ذمہ داری سمجھتے تھے، اسے اعزاز نہیں، امانت تصور کرتے تھے، حاکمیت نہیں، یہی تصور حضرت خالد کا بھی تھا انہیں اس بات پر افسوس ہوا

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲/۸۷، البدایۃ والنہایۃ: ۷/۲۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت ابوعبیدہ نے فوری طور پر ان کو مطلع کر کے قیادت کی تبدیلی نہیں کی بلکہ فرمان خلیفہ کے بموجب حاکم ہوتے ہوئے بھی محکوم بنے رہے اور امام ہوتے ہوئے بھی اتنے دنوں تک مقتدی بنے رہے۔

دونوں حضرات دین کی سربلندی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہی سب کچھ کر رہے تھے، وہ حاکم بن کر کریں یا محکوم، امام بن کر کریں یا مقتدی، اس کی ان کے یہاں بہت زیادہ اہمیت نہیں تھی، وہ عہدے اور منصب سے اوپر اٹھ کر کام کر رہے تھے، منصب ان کے پاس رہے یا ان کے کسی دوسرے دینی بھائی کے، اس سے ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا، اسلام اور اہل اسلام کی سربلندی ہر حال میں مقصود تھی۔

معاملہ اسی گفتگو تک محدود نہیں تھا جس کا سطور بالا میں تذکرہ ہوا، بلکہ دوسرے مآخذ میں یہ بھی آیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے حضرت خالد کی معزولی اور ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ کی تقرری کی خبر آئی تو حضرت خالد نے فرمایا: "بُعث عليكم أمين هذه الأمة" اس امت کے امین تمہارے قائد بنائے گئے ہیں، اس پر حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرمارہے تھے کہ "خالد سيف من سيوف الله، ونعم فتى العشيرة" خالد اللہ کی تلوار ہیں اور قبیلہ کے بہترین نوجوان ہیں۔(۱)

غور کیجیے ایسے نازک وقت میں جب کہ ایک ذمہ دار کے سر سے تاج اتار کر دوسرے کے سر پر رکھا جارہا ہے، صاحب منصب کو اس کے منصب سے جدا کر کے ایک عام شخص کی حیثیت دے دی جاتی ہے مگر نہ اسے اس پر کوئی رنجش ہوتی ہے اور نہ بعد والے قائد کو پہلے والے قائد سے کوئی تکدر ہوتا ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں، اس کی صلاحیت اور امانت ودیانت کا اعتراف کرتے ہیں۔

بات یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ اس کے آگے کی تاریخ پڑھیں اور واقعات کا

---

(۱) الاستیعاب لابن عبدالبر: ۲/۷۹۳-۷۹۴، اسد الغابۃ لابن الاثیر: ۳/۱۲۵، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ۷/۱۱۴، الاصابۃ: ۱/۴۱۴، تاریخ دمشق: ۱۸/۱۷۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ کے دل میں حضرت خالد کا مقام ومرتبہ ہمیشہ بلند رہا، ان سے وہ مشورے کرتے، ان کو مناسب ذمہ داریاں دیتے، اور تاحین حیات ان دونوں کے تعلقات میں کوئی فرق نہیں آیا، اور دونوں کے دل ایک دوسرے کے تعلق سے ہمیشہ صاف رہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کیا تھا، ان کے تعلق سے بھی حضرت خالد اچھی ہی رائے رکھتے تھے، چنانچہ ابن عساکر کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابو درداء حضرت خالد کے پاس ان کے مرض الموت میں گئے تو حضرت خالد فرمانے لگے: اے ابودرداء! اگر حضرت عمر انتقال کر گئے تو تمہیں بہت سے منکرات دیکھنے پڑیں گے، حضرت ابودرداء نے کہا واللہ میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں۔(۱)

یہی نہیں حضرت خالد نے اپنے آخری لمحات میں اپنے ترکے کی تقسیم کا والی حضرت عمر کو بنایا اور وصیت فرمائی کہ جب میں مرجاؤں تو میرا کل اثاثہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ فیصلہ خداوندی کے مطابق میرے وارثوں میں تقسیم کر دیں اور کسی کا کوئی حق میرے ذمہ باقی نہ رہ جائے۔(۲)

ادھر حضرت خالد کے تعلق سے حضرت عمر کے جذبات بھی سنتے چلیں، حضرت خالد کی وفات کے وقت حضرت عمر بے حد غمزدہ ہو کر فرمانے لگے کہ اگر وہ خالد کو باحیات پاتے تو اپنے بعد ان ہی کو خلافت سپرد کرتے۔(۳)

ان تمام واقعات وبیانات میں اہل منصب کے لئے جو پیغام اور جو سبق موجود ہے وہ بڑا کھلا اور واضح ہے، فھل من مدکر ؟

☆☆☆

---

(۱) تاریخ دمشق: ۱۸/۱۹۶۔

(۲) الاصابۃ: ۱/۱۱۵، تاریخ دمشق: ۱۸/۱۹۷۔

(۳) قادۃ فتح العراق والجزیرۃ لمحمود شیت خطاب ص: ۱۶۰، بحوالہ: الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ: ۱/۲۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذِهٖ دعوتنا

یہ ہے ہماری دعوت

فضیلۃ الشیخ

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ضبط و تخریج و تحریر

ابو معاذ خالد بن عبد العال

ترجمہ

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر

شرح حدیثِ جبریل

تالیف

الشیخ عبد المحسن العباد

ترجمہ و تحقیق

حافظ زبیر علی زئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

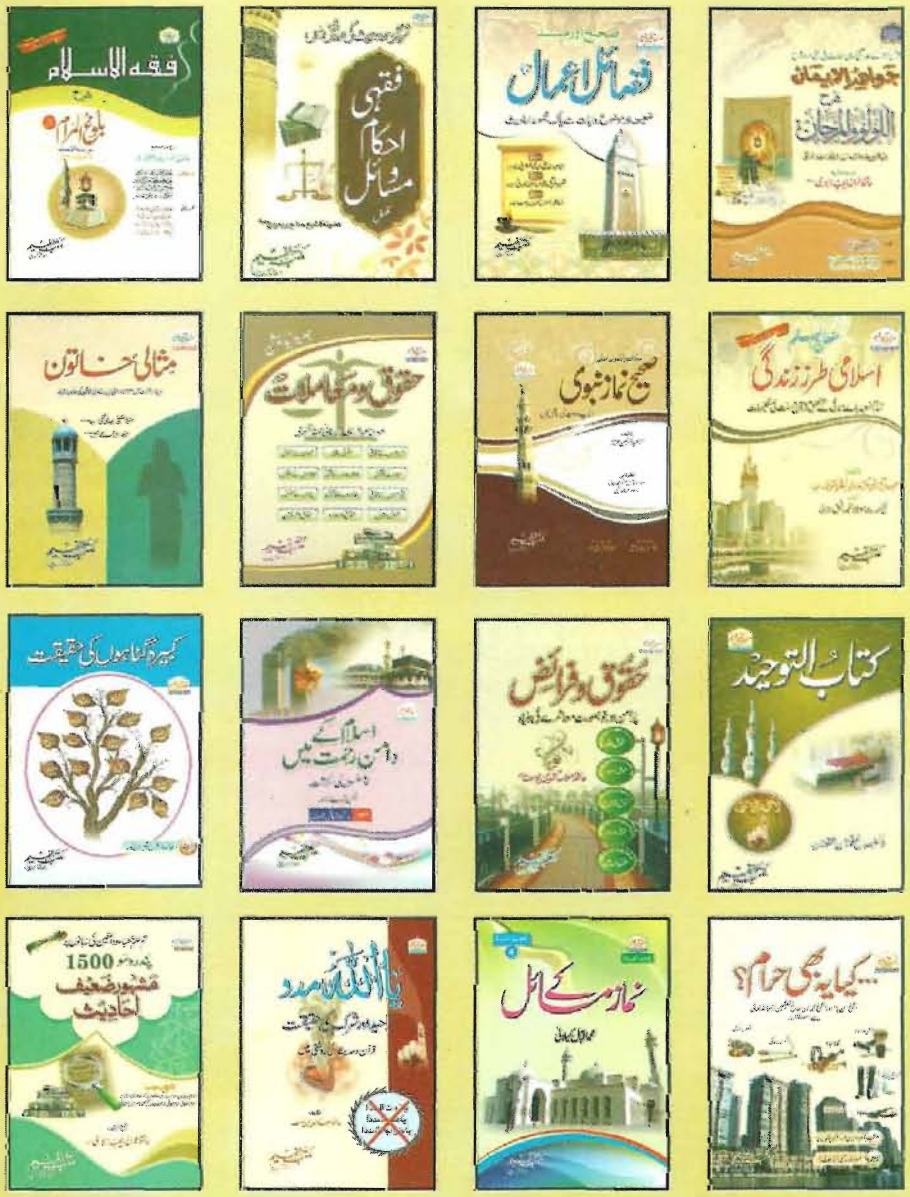

MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

₹ 25/-